تزئین الاخلاق

یعنی

ساخت عادات و خصائل۔ قوتِ خیال

جسے

منشی لعل ایم۔اے سابق اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ
سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور حال گورنمنٹ پنشنر نے
مسٹر رالف والڈو ٹرائن صاحب کی انگریزی کتاب
موسومہ کیرکٹر بلڈنگ تھوٹ پور سے اردو میں ترجمہ کیا

اور

شردھے پرکاش دیوجی پرچارک براہمو دھرم نے شائع کیا

مارچ سنہ ۱۹۰۷ء — براھم سمّت ۷۸

مطبوعہ رفاہِ عام سٹیم پریس لاہور

تعداد جلد ۲۰۰۰

بار اول

تزئینُ الاخلاق

دیکھو ہم ہر لحہ اپنے میں نادانستہ طور پر مختلف قسم کی عادتیں پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان میں سے بعض عادتیں بھلی ہیں بعض بُری۔ بعض پسندیدہ بعض ناپسندیدہ ۔ بعض عادتیں بذات خود تو بُری نہیں ہیں لیکن مجموعی نتائج کے لحاظ سے نہایت ہی بُری ہیں اور اُن سے ہمیں وقتاً فوقتاً بہت کچھ نقصان تکلیف اور رنج پہنچتا رہتا ہے۔ برعکس اس کے ان سے مخالف عادتوں کے باعث امن اور راحت نصیب ہوتی ہے اور روزمرّہ طاقت آتی جاتی ہے ؞

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کیا یہ امر ہمیشہ ہماری طاقت میں ہے کہ ہم اپنے میں جس قسم کی عادتیں چاہیں پیدا ہونے دیں یا یہ کہو کہ مختلف عادتوں کا ڈالنا اور خصلتوں کا بنانا ایک محض اتفاقیہ امر ہے یا ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ عادات اور خصائل کا پیدا کرنا قطعی ہمارے اپنے اختیار میں ہے۔ ہر ایک انسان یہ کہہ سکتا ہے اور ہر ایک انسان کو یہ کہنا لازم ہے کہ 'میں جو کچھ چاہوں

وہی بن سکتا ہوں"؛

اور یہ کہہ لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ جب ہمّت اور جسارت کے ساتھ یہ کہہ لیا جائے اور سوچ سمجھ کر دل میں کوئی بات ٹھان لی جائے تو بھی ایک اور بات باقی ہے۔ یعنی یہ سمجھ لینا ضرور ہے کہ عادات اور خصائل کی بُنیاد ایک بڑے قانون یا اصول پر ہے۔ ایک سیدھا سادہ قدرتی اور محض علمی طریقہ ہے جس کا جاننا سب پر فرض ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کے ذریعے پُرانی ناپسندیدہ اور سفلی عادتیں دُور ہوسکتی ہیں اور نئی پسندیدہ اور بہشتی عادتیں قائم ہوسکتی ہیں۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جس کے رو سے کسی شخص کے طرز معاشرت میں جُزواً یا کُلاً تبدیلی ہوسکتی ہے بشرطیکہ وہ شخص اُس قانون کے سمجھنے میں دل و جان سے ساعی اور سرگرم ہو اور بخوبی سمجھنے کے بعد اُس پر عمل بھی کرے؛

کُل شے کی بنا خیال ہے۔ اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ جو کام تم کرتے ہو اور سمجھ بُوجھکر کرتے ہو اُس کی تہ میں ایک خیال ضرور ہوتا ہے۔ جو خیالات تم پر حاوی ہونگے اُنہیں پر تمہارے کاموں کی بنا ہوگی۔ جب یہ کام بار بار کئے جائینگے یا دُہرائے جائینگے تو ان سے تم میں عادت قائم ہو جائیگی۔ اور تمہاری عادتوں کا مجموعہ تمہاری خصلت یا چال چلن ہے۔ پس جو کام تم کرنا چاہتے ہو تمہیں اوّل اپنے اندرونی خیال پر غور کرنا لازم ہے۔ جو کام تم نہیں کرنا چاہتے اور جو عادت تم ڈالنا نہیں چاہتے تو تمہیں اس امر پر غور کرنا ضروری ہے کہ ایسا خیال ہی تمہارے دل میں نہ آئے جس سے یہ کام ظہور میں آئے اور

یہ عادت پیدا ہو ۔
ایک سیدھا سادہ روحانی قانون ہے کہ اگر کسی قسم کا خیال کچھ عرصے تک پیش نظر رکھا جاوے تو وہ رفتہ رفتہ دماغ کے اُس مقام تک پہنچ جائیگا جہاں سے عمل کی تحریک ہوتی ہے اور آخر کار عمل میں مبدّل ہو جائیگا۔ قتل اور اَور قسم کے تمام ناپسندیدہ کام اسی طرح پر ہوتے ہیں اور ایک دفعہ نہیں بلکہ بار بار۔ بر عکس اس کے اسی طرح پر بڑی بڑی طاقتیں نشو و نما پاتی ہیں نہایت عمدہ اور پاک خصائل پیدا ہوتی ہیں اور بڑے بڑے شجاعت کے کام کئے جاتے ہیں ۔
اس بات کا صاف طور پر سمجھنا ضروری ہے کہ خیال ہمیشہ عمل کی جڑ ہے ۔ یہ بات ہمارے اپنے اختیار میں ہے کہ کس قسم کے خیالات ہم اپنے دل میں آنے دیں ۔ اپنے نفس کی سلطنت پر ہمارا مطلق اختیار ہے یا ہونا چاہئے اور اگر کسی وقت یہ اختیار حاصل نہ ہو تو ایک طریقہ ہے جس سے ہم یہ اختیار حاصل کر سکتے ہیں اور نفس کی سلطنت پر اپنا پُورا پُورا تسلط بٹھا سکتے ہیں۔ اس امر کی اصلیت پر پہنچنے کے لئے ہمیں اس معاملہ میں ذرا غور کرنا مناسب ہے۔ کیونکہ اگر خیال ہمیشہ ہمارے افعال عادات خصائل اور کار و بار زندگی کا ماخذ ہے تو سب سے مقدم اور ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنے خیالات پر قرار واقعی تسلُّط پانا سیکھیں ۔
یہاں ہم اُس قانون کا ذکر کرتے ہیں جس کا ظہور جسم کی حرکات اور تحریکات ذہنی میں برابر ہوتا رہتا ہے اور وہ قانون یہ ہے کہ جب

کوئی شخص کوئی کام ایک خاص طریقے سے کرتا ہے تو دوسری دفعہ وہ شخص اُس کام کو اُسی طرح زیادہ آسانی سے کرسکتا ہے اور تیسری دفعہ اَور بھی زیادہ آسانی سے کرسکتا ہے اور بعد میں جتنی دفعہ کریگا اُسکے کرنے میں زیادہ ہی زیادہ سہولت ہوتی جائیگی۔ یہاں تک کہ ایک ایسی حالت ہوجائیگی کہ اُسے اُس کام کے کرنے میں ذرا بھی کوشش اور ارادت نہیں کرنی پڑیگی بلکہ اُس کے مُتضاد عمل کرنے میں کوشش ضرور کرنی پڑیگی۔ ذہن میں ایک طاقت ہے جو اپنی ہی قسم کے خیال کو ہمیشہ کے لئے قائم اور برقرار رکھنا چاہتی ہے بعینہ جیسی کہ نظام عصبی میں حرکاتِ مُتصلہ کی صلاحیت ہے جس کی وجہ سے اُس کے خاص خاص عمل ہمیشہ کے لئے آسانی سے ہوسکتے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اپنے خیالات کو قابو میں رکھنا چاہے یا صرف قابو میں رکھنے کی ابتدائی کوشش کرے گو وہ شروع میں ناکامیاب ہو اور کچھ عرصے تک بظاہر ناکام ہی چلا جاے وہ کبھی نہ کبھی ضرور اپنے خیالات پر پُورا پُورا اقتدار حاصل کرلیگا مگر اُس کا برابر کوشش کئے جانا شرط ہے۔

پس ہر ایک شخص اپنے خیال کو قابو میں رکھ سکتا ہے اور یہ طاقت پیدا کرسکتا ہے کہ کس قسم کے خیال اپنے ذہن میں آنے دے اور کس قسم کے نہ آنے دے۔ کیونکہ ہمیں یہ امر ہرگز اپنے دل سے دُور نہیں کرنا چاہئے کہ کسی معاملے میں سرگرمی سے سعی کرنے میں مقصد برآری زیادہ آسانی سے ہوجاتی ہے اور جس قدر متواتر سعی کرتے جائینگے اُسی قدر زیادہ سہولت ہوتی جائیگی گو ابتدائی کوششوں کا نتیجہ بظاہر

ناکامی ہو۔ یہ ایک ایسی حالت ہے جہاں ناکامی بھی کامیابی ہی کا فائدہ دیتی ہے۔ کیونکہ کوشش کا قصور نہیں ہے۔ اور اس وجہ سے ہر ایک دلی کوشش سے ایک طاقت بڑھ جاتی ہے جس سے آخر میں نتیجۂ مطلوبہ حاصل ہو جاتا ہے۔ پس ہم اس امر کے فیصلہ کرنے کی پوری پوری استعداد حاصل کر سکتے ہیں کہ ہم کس قسم کے خیالات اپنے دل میں آنے دیں ٭

اب ہم دو تین خاص صورتیں بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص ہے جو ایک بڑے تجارتی کارخانہ یا ایک بنک کا خزانچی ہے۔ اخبار میں اُس نے ایک شخص کا ذکر پڑھا کہ وہ یکایک امیر بن گیا اور ہُنڈیوں کی بدئی کی بدولت چند ہی گھنٹوں میں کئی لاکھ روپیہ جمع کر لیا۔ شائد اُس نے ایک اور آدمی کا حال بھی پڑھا ہے جس نے حال میں عملی طور پر یہ کام کیا تھا۔ مگر یہ شخص اس قدر دُور اندیش نہیں ہے جو یہ سوچے کہ یہ تو صرف ایک دو ایسے معاملے ہیں لیکن حقیقت میں ایسے سینکڑوں آدمی ہیں جنہوں نے اس طرح سے اپنا سب کچھ کھو دیا ہے۔ اس بات پر غور و فکر نہ کر کے یہ شخص یہ سوچتا ہے کہ میں ضرور ان دو تین شخصوں کی طرح مالا مال ہو جاؤنگا۔ وہ اس بات کو بخوبی نہیں سمجھتا کہ ایمانداری سے دولت کمانے کا کوئی سیدھا راستہ نہیں ہے۔ وہ اپنی آمدنی کا کچھ حصّہ لیتا ہے اور جیسا کہ اس قسم کے تمام معاملات میں ہوا کرتا ہے وہ اپنے کُل سرمایہ اور اندوختہ کو کھو بیٹھتا ہے۔ اب وہ یہ سوچتا ہے کہ میں کیوں برباد ہو گیا۔ دراصل اگر میرے پاس

زیادہ روپیہ ہو تو جو کچھ میں کھو بیٹھا ہوں وہ بھی مجھے واپس مل جائے اور
شائد اس کے ساتھ اور بھی معقول رقم آجائے۔ یہ سوچ کر جو اور
لوگوں کی رقمیں اُس کے پاس ہیں اب اُن کو صرف میں لانے کا خیال
کرتا ہے۔ اس میں غالباً بیسوں بسوے نہیں تو اُنیس بسوے تو
ضرور جو اس شخص کے لئے لازمی نتیجہ ہوگا وہ اظہر من الشمس ہے۔
اُس کے آگے بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ
جس پہلو سے ہم غور کر رہے ہیں اس میں اس شخص کی سلامتی کہاں
تک ہے۔ محض اس بات میں ہے کہ جونہی اور لوگوں کی رقموں
کو اپنے اغراض کے لئے کام میں لانے کا خیال اُس کے دل میں
آتا ہے اگر وہ شخص دانشمند ہے تو فوراً اس خیال کو اپنے دل سے
دُور کر دیگا۔ اگر وہ بیوقوف ہے تو وہ اس خیال کو اپنے دل میں آنے
دیگا۔ جس قدر وہ اس خیال کو اپنے دل میں آنے دیگا اسی قدر یہ خیال
اُس پر غالب ہوتا جائیگا۔ غالب کیا بلکہ اُس کی طبیعت پر سوار ہو جائیگا۔
یہاں تک کہ آخر کار اُس کی قوت ارادت پر حاوی ہو جائیگا۔ اور پھر بتدریج
اُس کی بدنامی ندامت ذلت اور عقوبت کا باعث ہوگا۔ اگر وہ چاہتا
تو شروع میں اس خیال کو آسانی سے دُور کر سکتا تھا۔ لیکن جب
اُس نے اس خیال کو جگہ دی تو وہ اس قدر غالب ہوتا چلا گیا کہ اب
اس کا ہٹانا زیادہ تر مشکل ہی نہیں بلکہ رفتہ رفتہ بالکل ناممکن ہو گیا۔
دیا سلائی کی نیلی کی روشنی جو شروع میں ذراسی پھونک مارنے سے
بُجھ سکتی تھی اب اس کا شعلہ اس قدر بڑھ گیا کہ سارے مکان میں

زور شور سے پھیل گیا اور اب اُس کا بجھانا بالکل غیر ممکن ہے - شیخ سعدی فرماتے ہیں - مثنوی :-

درختے کہ اکنوں گرفت است پائے	بہ نیروے شخصے بر آید زجائے
وگر ہمچناں روزگارے ہلی	بگردونش از بیخ بر نگسلی
سرِ چشمہ شاید گرفتن بہ بیل	چو پُر شد نشاید گزشتن بہ پیل

اب ہم ایک اور خاص مثال لیتے ہیں گو وہ ایک عام مثال ہے جسے ہر کوئی جانتا ہے لیکن اُس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ عادت کس طرح پیدا ہوتی ہے اور نیز وہی عادت کس طرح پیدا نہیں ہو سکتی۔ ایک نوجوان شخص ہے - اُس کے والدین خواہ غریب ہوں خواہ امیر ہوں - یہ نوجوان شخص خواہ معمولی درجے کا آدمی ہو خواہ اعلےٰ رُتبے کا ہو - کچھ ہی سمجھ لو - یہ شخص نیک طینت اور نیک باطن ہے اور عموماً اچھا شخص ہے - وہ اپنے بعض رفیقوں کے ساتھ باہر جارہا ہے - یہ رفیق بھی ایک ہی طبیعت اور خیالات کے ہیں - وہ شام کی سیر کو جارہے ہیں اور بعض اوقات بے پرواہ سے ہو جاتے ہیں - رفیقوں میں سے ایک نے کچھ اشارہ کیا - اس کے یہ معنے نہیں تھے کہ ہم شراب پی کر مست ہو جائیں بلکہ صرف یہ مراد تھی کہ ہم مل کر کچھ تھوڑی سی شراب پئیں - نوجوان شخص جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اُس نے بھی اپنے رفیقوں کی خوشی میں شریک ہونا چاہا اور اُس کے اندرونی عرفان میں جو خیال آیا تھا اُس پر توجہ نہ دی یعنی یہ کہ اُس کے لئے اوروں کے ساتھ ایسے کام میں شریک ہونا بہتر نہیں ہے - اُس نے اس امر پر

ذرا بھی غور نہیں کیا کہ چال چلن کی تقویت اور خوبی ہمیشہ اس میں ہے کہ حق کی جانب رجوع کرے اور کوئی ایسی بات نہ کرے جو اُسے حق کی جانب رجوع کرنے سے روکے۔ پس وہ نوجوان شخص اپنے رفیقوں کے ساتھ کلال خانہ میں گیا۔ وہ پھر بھی کبھی انہی رفیقوں کے ساتھ شراب خانہ میں گیا۔ ہر بار اس طرح کرنے سے اُس شخص میں انکار کرنے کی طاقت رفتہ رفتہ کم ہوگئی۔ اس طرح پر اُسے شراب پینے کا کسی قدر چسکہ پڑگیا اور شاید بعض اوقات خود بھی نشہ کرنے لگا۔ اُس نے یہ نہیں خیال کیا اور ذرا بھی نہ سمجھا کہ میں کس راستے جا رہا ہوں۔ یہاں تک کہ ایک دن اُسے یہ معلوم ہوگیا کہ اب اُس میں اس قدر طاقت اور جُرأت نہیں رہی کہ اپنے آپ کو اس تھوڑی سی مے نوشی سے باز رکھے اور جو چسکہ پڑگیا ہے اُس سے دست بردار ہو جائے۔ لیکن یہ خیال کرکے کہ جب شراب پینے کی عادت بڑھ جائیگی اور دراصل خطرناک ہو جائیگی اُس وقت میں اس عادت کو چھوڑ دُونگا۔ اُس نے کچھ پرواہ نہ کی اور برابر پیے گیا۔ اب ہم درمیانی مرحلوں کو چھوڑ کر اُس حالت پر پہنچتے ہیں جبکہ اُس میں شراب پینے کی عادت مستحکم ہوگئی اور وہ پکا شرابی بن گیا۔ یہ محض ایک پُرانی داستان ہے جسے ہزارہا کیا لاکھوں دفعہ سُنا ہوگا +

آخر وہ خواب غفلت سے بیدار ہوا اور ہوش میں آیا۔ اور ندامت پشیمانی ذلت اور افلاس کی مصیبتیں جھیلنے کے بعد اُس نے اپنی اصلی حالت پر آنا چاہا اور پھر اُن دنوں کا مزا چکھنا چاہا جبکہ وہ اس علت سے بری تھا۔ لیکن اب اُمید زندگی قریب قریب منقطع ہوگئی تھی۔

اُس کے لئے یہ زیادہ آسان ہوتا کہ اس قسم کی بدعادت میں شروع ہی سے نہ پڑتا اور اگر پڑ گیا تھا تو اُس کے لئے یہ بہتر ہوتا کہ اس نوبت کو پہنچنے سے پہلے ہی اس قسم کی بدعادت سے دست بردار ہو جاتا۔ لیکن گو اُس کی موجودہ حالت نہایت ہی ذلیل ہے اور وہ بیکسی اور مایوسی کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے۔ پھر بھی اُس شخص میں اس قدر طاقت ہے کہ اگر چاہے تو اس حالت سے نکل کر پھر آزاد ہو جائے۔ اچھا ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ شراب پینے کی خواہش پھر اُس شخص میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ اس خیال اور خواہش کو دل میں آنے دیگا تو وہ پھر مارا جائیگا۔ اُس کے بچنے کا طریقہ یہی ہے کہ جونہی یہ خیال اُس کے دل میں آئے وہ فوراً اُس کو روک دے۔ گویا جب وہ اس دیا سلائی کو اپنے پاس ہی نہ آنے دیگا تو اُس کے جل کر مر جانے کا کیا خوف ہے۔ برخلاف اس کے اگر وہ اس خیال کو اپنے دل میں راہ دیگا تو یہ ذرا سا شعلہ نامعلوم طور پر اس قدر بھڑ کیگا کہ بڑی بھاری آگ زور شور سے پھیل جائیگی اور پھر اُس کے بجھانے کی کوشش قریب قریب بے سود ہوگی۔ جس وقت دل میں اس قسم کا خیال آ پہنچے اُسی وقت اُس کا دُور کرنا ضروری ہے۔ اگر اس خیال کو دل میں جگہ دی جائیگی تو اسکے معنے یہ ہیں کہ ہم اس کے بس میں ہو گئے اور وہ ہم پر غالب آ گیا۔ یا ہمیں اس پر غالب آنے کے لئے بعد میں بہت ہی سخت جد و جہد کرنی پڑیگی۔ اور اگر ہم اس خیال کو شروع ہی سے ترک کر دیتے تو بعد میں کچھ بھی جدّو جہد نہ کرنی پڑتی *

ایک بڑا قانون ہے جس کو ہم قانون بدل کہہ سکتے ہیں۔ یہاں پر اس کی نسبت کچھ ذکر کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یعنی ایک طریق ہے جس سے ہم کسی خیال کو زیادہ آسانی اور زیادہ کامیابی سے ہٹا سکتے ہیں۔ وہ طریق یہ نہیں ہے کہ ہم اُسی خیال پر زیادہ تر غور کریں اور نہ یہ ہے کہ اس کو براہ راست دل سے دُور کرنے یا ہٹانے کی کوشش کریں۔ بلکہ وہ طریق یہ ہے کہ ہم ذہن میں کوئی اور خیال جمائیں اور اس طرح سے ذہن یا نفس کو کسی اور شے کی طرف رجوع کریں۔ یہ دو طرح ہوسکتا ہے ایک تو یہ کہ ہم اپنے پر پُورے پُورے قابض ہوجائیں اور خود ضبطی کا مکمّل نمونہ بن جائیں یا یہ کہ یہ نیا خیال موجودہ خیال سے بالکل علیحدہ ہو اور ایسی شے ہو جس کی طرف نفس آسانی سے اور خود بخود رجوع کرتا ہے۔ یہ نیا خیال رفتہ رفتہ نفس پر حاوی ہوجائیگا اور خدشہ جاتا رہیگا۔ اس طرح بار بار کرنے سے بتدریج ایک ایسی طاقت حاصل ہوجائیگی جس کے ذریعے ہم شراب پینے کے خیال کو نفس میں آتے ہی فوراً دُور کرسکینگے۔ اور رفتہ رفتہ ایک ایسی طاقت پیدا ہوجائیگی جس کے ذریعے ہم ذہن میں پسندیدہ اور مرغوب خیالات داخل کرسکینگے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ جُوں جُوں زمانہ گزُرتا جائیگا شراب پینے کا خیال بہت کم ہوتا جائیگا اور جب اس قسم کا خیال آئیگا بھی تو نفس اُس کو ہر دفعہ زیادہ آسانی سے دور کردیگا۔ حتّےٰ کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ ہم اس خیال کو بلا کسی دقّت کے دُور کرسکینگے اور آخر ایک زمانہ آئیگا کہ یہ خیال ہی ذہن میں بالکل نہ آئیگا۔ اب ہم ایک اَور صورت لیتے ہیں۔ ممکن ہے کہ تمہارا مزاج کسی قدر

چڑچڑا ہو اور تمہیں ذراسی بات پر جھٹ غصہ آجاتا ہو۔ کوئی شخص کوئی ایسی بات کہتا ہے یا کوئی ایسا کام کر بیٹھتا ہے جسے تم ناپسند کرتے ہو اور تم شروع ہی میں خفگی کے آثار ظاہر کرنے لگتے ہو اور بہت خفا ہوجاتے ہو۔ جس قدر تم یہ خفگی کے آثار ظاہر کرنے لگو اور جس قدر تم ناراض ہونے لگو پس اُسی قدر کسی ذراسی بات پر بھی وہی خفگی کی علامتیں اور غصہ بہت آسانی سے ظاہر ہونے لگیگا۔ علاوہ بریں غصہ سے باز رہنا تمہارے لئے بڑا دشوار ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ کینہ غصہ نفرت اور انتقام لینے کا ارادہ تمہاری سرشت میں داخل ہوجائینگے اور تمہارے اخلاق کا جزو بن جائینگے۔ اور تمہارے مزاج میں سے بشاشت۔ خوش مزاجی اور زندہ دلی بالکل اُٹھ جائیگی۔ اور جن سے تم ملوگے اُن سے خندہ پیشانی سے نہیں پیش آؤگے۔ مگر ہاں جب کبھی کینہ اور غصہ کی تحریک تمہارے دل میں پیدا ہو اور تم اسی وقت فوراً اُسے روک دو اور اپنے نفس کو کسی اور چیز کی طرف لگاؤ تو تم میں رفتہ رفتہ ایسا کرنے کی طاقت زیادہ جلدی اور آسانی سے ترقی پکڑیگی جوں جوں آئندہ اسی قسم کے واقعات پیش آئیں۔ حتےٰ کہ ایک وقت ایسا آئیگا کہ تم کسی بات سے زودرنجی یا چڑچڑاپن نہ ظاہر کروگے اور نہ تم کسی بات پر خفا ہوگے۔ یہاں تک کہ تمہاری طبیعت میں بےنظیر بشاشت اور خوش طبعی نمایاں ہوگی۔ ایسی بشاشت اور خوش طبعی جس کو تم اس وقت ناممکن خیال کر رہے ہو۔ اسی طرح سے ہم مختلف صورتیں مختلف خصائل اور مختلف عادتیں ایک ایک

کر کے لے سکتے ہیں یا اُن پر ایک ایک کر کے غور کر سکتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح پر حرف گیری (عیب جوئی) یا اُس کی نقیض چشم پوشی (اغماض) کی عادتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔ علےٰ ہذا القیاس حسد اور اُس کی ضد خوف اور اُس کی ضد پیدا ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح سے ہم محبّت یا نفرت پیدا کر سکتے ہیں۔ اور اس طرح سے اس دُنیا کو ہم کلبۂ تنگ و تاریک سمجھ سکتے ہیں اور نفس میں ترشروئی بدمزاجی اور زود رنجی کی عادتیں پیدا کر سکتے ہیں۔ یا برعکس اس کے ہم اس دُنیا کو فراخدلی کی نگاہ سے دیکھ سکتے ہیں اور اس کو اصلی خوشی کی جگہ تصوّر کر سکتے ہیں اور اپنے میں بشاشت زندہ دلی اور خوش مزاجی کی عادتیں پیدا کر سکتے ہیں۔ جس سے ہم میں خوشی خوبی اور نیکی کا ایک ملکہ پیدا ہو اور تمام دُنیا کے لئے بھی اُمید اُمنگ اور خوشی کی صورتیں ظہور میں آئیں *

انسانی زندگی کے متعلّق جس قدر یہ مسئلہ مسلم ہے ایسا اَور کوئی نہیں ہے۔ یعنی یہ کہ جن باتوں یا چیزوں پر ہم غور کرتے ہیں اُن کی سی رنگت اور بُو ہم میں داخل ہو جاتی ہے۔ گویا ہم انہیں چیزوں جیسے بن جاتے ہیں۔ یہ مسئلہ بالکل صحیح ہے کہ "جیسا انسان اپنے دل میں سوچتا ہے فی الحقیقت وہ ویسا ہی ہوتا ہے"۔ انسان کا چال چلن اُس کی عادتوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اُس کی عادتیں اُسکے اختیاری کاموں پر مبنی ہیں۔ لیکن جیسا ہم پہلے معلوم کر چکے ہیں ہر ایک اختیاری کام کی تہ میں ایک خیال ہوتا ہے۔ پس یہ نتیجہ نکلا کہ ایک طرف تو خیال ہوا اور دوسری طرف اخلاق زندگی یا تقدیر ہوئی

اور یہ مسئلہ اور بھی صاف ہو جاتا ہے جب ہم یہ یاد رکھیں کہ ہمارے اخلاق موجودہ خیالات کے نتائج ہیں *

اس طرح سے ہر ایک شخص اخلاق وغیرہ کے معراج پر پہنچ سکتا ہے۔ دو مرحلے ضروری ہیں۔ اوّل یہ کہ جوں جوں زمانہ گزرتا جائے انسان اپنے میں خیالات پیدا کرے اور دوم یہ کہ جو خیالات دل میں پیدا ہوں اور جس طرف وہ جائیں اُن کے ساتھ ساتھ چلتا رہے۔ یہ بات ہمیشہ یاد رکھو کہ اعلےٰ اور پختہ چال چلن والا وہ شخص ہے جو آئندہ بھلائی کے لئے موجودہ خوشی کو ترک کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہتا ہے جو شخص اس طرح سے اپنے اعلےٰ خیالات کی۔ جو دن بدن اور سال بسال آتے رہتے ہیں۔ پیروی کریگا اُسے معلوم ہوگا کہ جیسے ڈینٹی ایک مشہور و معروف شاعر نے اپنی معشوقہ کی تمام دُنیا میں جستجو کرتے کرتے آخر اُسے فردوس کے دروازوں پر پا ہی لیا تھا۔ اسی طرح وہ شخص یہ خیال کرے کہ میں بھی آخر کار فردوس کے دروازوں تک پہنچ ہی جاؤنگا۔ یاد رہے کہ زندگی صرف عارضی خوشی کے لئے نہیں ہے بلکہ زندگی کا مقصد نہایت اعلےٰ درجے کے معراج پر پہنچنا ہے عمدہ سے عمدہ خصائل پیدا کرنا ہے اور بنی نوع انسان کے لئے بڑی سے بڑی خدمت کرنی ہے۔ اسی میں ہمیں نہایت اعلےٰ درجے کی خوشی حاصل ہوگی کیونکہ اصلی خوشی دراصل اسی میں ہے۔ جو شخص اس خوشی کو کسی اور آسان طریقے سے یا کسی اور بٹیا پر چلنے سے حاصل کرنا چاہتا ہے اُسے ضرور یہ معلوم ہو جائیگا کہ اُس کی آخری حالت اُس کی

ابتدائی حالت سے ہمیشہ بدتر ہے۔ اور اگر وہ ان راستوں کو چھوڑ کر اور راستوں پر چلیگا تو وہ اصلی اور دائمی خوشی ہرگز نہیں حاصل کر سکیگا*

یہ سوال نہیں ہے کہ ہماری زندگی میں کیا کیا حالتیں یا واقعات پیش آتے ہیں بلکہ سوال یہ ہے کہ جو حالتیں یا واقعات ہماری زندگی میں پیش آتے ہیں ہم اُن میں کیسے رہتے ہیں۔ یہ حالتیں خواہ کچھ ہی ہوں۔ گو یہ حالتیں ہماری منشا کے خلاف بھی ہوں۔ لیکن ان پر شاکی ہونا بیفائدہ ہے اور محض بیوقوفی ہے۔ کیونکہ شکایت سے مایوسی پیدا ہوگی اور مایوسی سے ہمارا حوصلہ پست ہو جائیگا اور ہماری ہمّت ٹوٹ جائیگی۔ جس ہمّت کے ذریعے ہم اپنی زندگی میں بالکل نئی طرز کی حالتیں یا واقعات پیدا کر سکتے تھے*

میں یہاں آپ بیتی مثال دیتا ہوں۔ یعنی میرے تجربے میں بھی میری زندگی کے مختلف اوقات میں ایسی حالتیں اور صورتیں پیش آئی ہیں جن سے میں اُس وقت بخوشی خاطر دُور بھاگنا چاہتا تھا۔ ان حالتوں سے اُس وقت میری بڑی بے عزّتی اور ندامت ہوئی اور دل کو بہت رنج پہنچا۔ لیکن کافی وقت گزُرنے کے بعد جب میں نے حسب دستور پچھلے زمانے پر نظرِ ثانی کی تو مجھے معلوم ہوا کہ اس قسم کے ہر ایک تجربے نے میرے لئے کیا کیا کام کئے۔ مجھے اُن سے ایسے سبق ملے جن کا سیکھنا میرے لئے ضروری تھا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ میں اپنی زندگی کے ان تجربوں میں سے ایک کا بھی فروگزاشت ہونا نہیں چاہتا۔ خواہ وہ تجربے اُس وقت کیسے ہی ناقابل برداشت کیوں نہ ہوں۔ اگر

ہفت اقلیم بھی مجھے مل جاے تو بھی میں ہفت اقلیم کے لینے کی کچھ پرواہ نہیں کرونگا ہاں ان تجربوں کا حاصل کرنا ضروری سمجھونگا - اور یہاں میں نے ایک اور نصیحت بھی سیکھی ہے کہ اس وقت میری زندگی میں خواہ کیسی ہی ناپسندیدہ اور دشوار صورتیں پیش آئیں اور آئندہ خواہ اسی قسم کی صورتیں نظر آئیں مَیں اُن صورتوں کو جس طرح وہ پیش آئینگی بلاکسی شکایت اور مایوسی کے قبول کرونگا اور اُن کو نہایت عقلمندی اور صبر سے جھیلونگا - اور یہ سمجھونگا کہ اس وقت میری زندگی میں یہی عمدہ سے عمدہ صورتیں ہیں ورنہ ایسی صورتیں اس وقت نہیں ہوتیں اور اس امر کو بخوبی تسلیم کرونگا کہ گو مَیں اس وقت یہ نہ دیکھ سکوں کہ یہ صورتیں کیوں ہیں اور گو یہ بھی نہ معلوم کرسکوں کہ ان صورتوں نے کیا کیا کام کرنا ہے مگر ایک زمانہ آئیگا اور جب وہ زمانہ آئیگا اُس وقت مجھ پر ساری حقیقت اچھی طرح روشن ہوجائیگی اور میں خدا کا شکر بجا لاؤنگا کہ اُس نے مجھے اس قسم کی صورتیں یا حالتیں دکھائیں +

عموماً ہر ایک شخص یہ خیال کر بیٹھتا ہے کہ میری ہی حالتیں مصیبتیں تکلیفیں یا رنج والم یا جدّ وجہد اور عام لوگوں کی مصیبتوں وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں یا کسی خاص شخص کی مصیبتوں وغیرہ سے بہت زیادہ ہیں - یہ شخص یہ بات بھول جاتا ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی خاص خاص مصیبتیں تکلیفیں یا صدمے سہنے پڑتے ہیں یا اپنی بُری عادتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور میری بھی صرف وہی حالت ہے جو دُنیا میں سب کی ہوا کرتی ہے - میں کوئی نرالا شخص نہیں ہوں - ہم عموماً اس

امر میں غلطی کیا کرتے ہیں کہ ہم اپنی مصیبتوں کو اور لوگوں کی مصیبتوں کی نسبت بہت زیادہ محسوس کرتے ہیں اور دوسروں کی مصیبتوں کو ایسے صاف طور پر نہیں معلوم کرتے۔ اور اسی وجہ سے ہم یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ دیگر اشخاص کی حالت ہمارے جیسی نہیں ہے۔ ہر ایک شخص کو اپنی اپنی مصیبتوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے اور یہ ضرور ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی مصیبتوں کا مقابلہ کرے۔ ہر ایک شخص کو یہ اخلاقی بصیرت بہم پہنچانی چاہیئے جس سے وہ یہ معلوم کر سکے کہ اس کی زندگی میں ایسی ناگوار صورتوں کے پیش آنے کے کیا اسباب ہیں۔ اور ہر ایک شخص میں اس قدر طاقت ہونی چاہیئے کہ وہ ان صورتوں کا کس طرح مقابلہ کرے اور ایسی قوتیں عمل میں لائے جو ان صورتوں کو بدل دیں اور بالکل اور ہی صورتیں پیدا کر دیں۔ ہم ایک دوسرے کی مدد اس طرح کر سکتے ہیں کہ ہم کوئی نئی بات سمجھائیں یا بعض اعلیٰ تر قوانین اور قوتوں کی واقفیت دلائیں جن قوانین اور قوتوں کے ذریعے جس کام کو ہم کرنا چاہتے ہیں اُس کو زیادہ آسانی سے کر سکیں۔ لیکن کرنا ہر ایک شخص کو خود پڑیگا دوسرا اُسکے لئے نہیں کر جائیگا ۔

پس جن حالتوں میں ہم دانستہ یا نادانستہ طور سے ارادتاً یا سہواً پھنس گئے ہیں اُن سے نکلنے کا طریقہ یہ ہے کہ اوّل اُن حالتوں کو بنظر غور دیکھیں اور پھر وہ قانون دریافت کریں جس کے رو سے وہ حالتیں وقوع میں آئی ہیں۔ اور جب ہم نے قانون معلوم کر لیا تو ہمیں اس قانون کے خلاف نہیں چلنا چاہیئے اور نہ اس قانون کا مقابلہ کرنا چاہیئے بلکہ

اس قانون کے ساتھ ساتھ چلنا چاہیئے اور اُس کے موافق عمل کرنا چاہیئے۔ اگر ہم اس قانون کے ساتھ ساتھ چلینگے تو اس سے ہمیں بہت فائدہ پہنچیگا اور جہاں ہم چاہینگے جاسکینگے۔ یعنی اپنی منزل مقصود پر پہنچ جائینگے۔ اگر ہم اس قانون کے برخلاف چلیں اور اُس کا مقابلہ کریں اور اُس کے موافق عمل نہ کریں تو یہ قانون آخر ہمیں پائمال کردیگا۔ اس قانون کے عمل اٹل ہیں۔ بدل نہیں سکتے۔ اس پر عمل کرنے سے تمام چیزیں ہمیں مل جائینگی اور اس کا مقابلہ کرنے سے یا اس کے برخلاف چلنے سے ہمیں مصیبت تکلیف نقصان اور تباہی جھیلنی پڑیگی۔

چند ہی روز ہوئے کہ میں ایک لیڈی صاحبہ سے گفتگو کر رہا تھا۔ یہ نہایت معزز بی بی ہے اور نیو انگلینڈ میں ایک چھوٹے سے کھیت پر جو قریباً پانچ چھ ایکڑ ہوگا گزارہ کرتی ہے۔ اس کے خاوند کو مرے چند برس ہوئے۔ وہ بڑا نیک دل اور محنتی شخص تھا لیکن اپنی تمام کمائی شراب پینے میں خرچ کر دیتا تھا۔ جب وہ مرگیا تو چھوٹا سا کھیت بھی گروی تھا۔ اُسے روپیہ دیکر چھڑانا تھا۔ اور اُس کی بیوی کے پاس کھانے پینے کا کچھ سہارا نہ تھا اور کُنبے میں کئی شخص تھے جن کو کھانے پینے کو سب کچھ چاہیئے تھا۔ کس طرح گزارہ ہوتا۔ بہت سی عورتیں تو یہ سخت مصیبت دیکھکر ہمت ہار بیٹھتیں اور ان واقعات سے انحراف کرنے لگتیں اور کہنے لگتیں کہ ہائے ہم پر یہ سخت بلا نازل ہوگئی۔ ہماری تقدیر پھوٹ گئی۔ ہم تو اب ساری عمر روئینگی۔ ہائے کیسے بُرے حادثے پیش آئے ہیں۔ اس طرح کہہ کر سر دُھننے لگتیں۔

لیکن شاباش اس کی ہمت کو۔ اس عورت نے جرأت اور ہمت کے ساتھ اس حالت میں کام کیا اور اُسے سچتہ یقین تھا کہ میں سب کچھ انتظام کرونگی۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔ حالانکہ اُس وقت اُس کو انتظام کرنے کے طریقے صاف صاف سوجھے بھی نہ تھے۔ لیکن اُس نے ہمت نہ ہاری۔ اُس نے اپنی مصیبت کا بوجھ فوراً اپنے سر پر اُٹھا لیا اور اُسے اُٹھا کر جرأت کے ساتھ آگے بڑھی۔ وہاں پر موسم گرما میں اکثر لوگ بطور مسافروں کے رہنے کے لئے آتے ہیں کئی سالوں تک تو اُن کی خبرگیری کرتی رہی۔ علے الصباح ساڑھے تین اور چار بجے کے درمیان اُٹھتی تھی اور رات کے دس بجے تک کام کرتی رہتی تھی۔ موسم سرما میں جب اس ذریعے سے نہیں کما سکتی تھی تو وہ دیہات میں یعنی باہر گانو میں اِدھر اُدھر دایہ کا کام کرنے چلی جاتی تھی۔ اس طرح سے اس چھوٹے سے کھیت کا بھی سارا روپیہ ادا ہوگیا اور اُس کے بچے مدرسے میں داخل ہوگئے اور اب وہ بچے بھی اُس کی تھوڑی بہت مدد کرسکتے ہیں۔ اس ساری سرگزشت میں جو اُس پر سرزد ہوئی اُس نے کسی طرح کا خوف یا اندیشہ نہیں ظاہر کیا اور نہ اُس نے کسی قسم کی سرکشی یا خلاف ورزی دکھائی۔ اُس نے اُن واقعات کی شکایت نہیں کی۔ جن سے اُس کی یہ حالت ہوئی۔ بلکہ اُس نے اُس قانون پر عمل کیا جس سے اُس کو اور نئی قسم کی حالتیں پیش آئیں۔ اور اُس نے مجھ سے بیان کیا کہ وہ خدا کا برابر شکر کرتی رہی کہ وہ متواتر کام کرسکی۔ اور اُس نے یہ بھی کہا

کہ گو مجھے کیسی ہی خراب حالتیں پیش آئیں تاہم مجھے ایسا شخص بھی ضرور ملتا رہا جو مجھ سے بھی کسی قدر بدتر حالت میں تھا اور جس کی میں کچھ تھوڑی سی خدمت کر سکی +

اب وہ نہ دل سے اس بات کی قدر کرتی ہے اور اس کے لئے باری تعالیٰ کی نہایت ممنون ہے کہ جس چھوٹے سے گھر میں وہ رہتی تھی، اُس کے دام دیدئے گئے۔ گویا اب وہ چھوٹا سا کھیت اور گھر اُسکی اپنی ملکیت ہوگئی اور اب آئندہ سے جو کچھ وہ کمائیگی کھیت کی قیمت پر خرچ نہیں ہوگا۔ اُس نے بیان کیا کہ یہ میرا چھوٹا سا پیارا گھر مجھے اس لئے اَور بھی زیادہ عزیز اور قیمتی ہے کہ میں نے خود اپنی کوشش اور محنت سے اُسے اپنا بنالیا۔ گویا یہ میرا زرخرید ہے۔ ان ایام میں اُس کی خصلت میں بڑی تقویت اور شرافت آگئی۔ اَوروں کے ساتھ وہ بڑی شیریں کلامی ہمدردی اور محبّت سے پیش آئی اور اُس کو یقین ہوگیا کہ آخر میں دیانتداری راستی نیکی اور پاکیزگی ہی کی فتح ہے۔ یہ ایسی صفات ہیں کہ ہزاروں لاکھوں عورتیں اور مرد جو بظاہر اس سے بہتر حالت میں بھی ہیں اگر ان صفات پر رشک کریں تو بجا ہے۔ اور اگر اس کا چھوٹا سا کھیت کل چھن بھی جائے تو بھی اُس نے ایک ایسی چیز حاصل کرلی ہے جو ہزار ایکڑ والے کھیت کی عوض میں بھی نہیں مل سکتی۔ جس طرح پر اُس نے کام کرنا شروع کیا۔ اُس سے اُس کے بوجھ کی کلفت دُور ہوگئی اور اُسے درحقیقت اپنے کام میں لطف حاصل ہوا +

اب ہم ذرا یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ اگر کوئی اَور کم عقل عورت ہوتی اور جو اس نیک عورت کی طرح دور اندیش نہ ہوتی تو ایسے واقعات کے سرزد ہونے سے اس کی کیا حالت ہوتی ۔ ممکن ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے تو اُس کی ہمت بالکل ٹوٹ جاتی ۔ غالباً ہر ایک قسم کا خوف اُس پر طاری ہو جاتا اور نحوست چھا جاتی ۔ اور وہ یہ معلوم کرتی کہ اب میری تمام کوششیں بے فائدہ ہیں اور میرے کیئے سے کچھ نہیں ہو سکتا ۔ یا وہ تقدیر کو کوستی ۔ قضا و قدر کو بُرا بھلا کہتی ۔ قانون ایزدی پر لعنت ملامت کرتی اور تمام دُنیا سے لڑائی باندھ لیتی ۔ اور رفتہ رفتہ جو لوگ اُس کے پاس آتے یا جن مختلف لوگوں کو اُس سے سابقہ پڑتا اُن سے بھی کشیدہ خاطر ہو جاتی ۔ یا پھر وہ یہ خیال کرنے لگتی کہ میری کوششوں سے میری حالت نہیں بدل سکتی اور یہ کسی اَور شخص کا فرض ہے جو مجھے ان مشکلات سے رہا کرے ۔ اس طرح پر مطلوبہ نتائج کے حاصل کرنے میں کچھ بھی مدد نہ ملتی اور وہ اپنی موجودہ حالت پر روز بروز زیادہ کُڑھتی رہتی کیونکہ وہ اپنا خیال اَور کسی چیز کی طرف نہ لگا سکتی ۔ اس طرح سے وہ چھوٹا سا کھیت بھی اُس کے ہاتھ نہ آتا ۔ اَوروں کے لئے بھی وہ کچھ نہیں کر سکتی ۔ اور اُس کی طبیعت ایسی ہو جاتی گویا وہ ہر ایک چیز اور ہر ایک شخص کو کھانے کو دوڑتی ہے ۔ گویا سب سے کشیدہ خاطر ہو جاتی اور اس طرح اُس کی تمام عیش منغص ہو جاتی +

پس ہم کو یہ دریافت نہیں کرنا ہے کہ کسی شخص کی زندگی میں کیا کیا حادثات پیش آتے ہیں بلکہ یہ بھی دریافت کرنا ہے کہ وہ شخص

اُن حادثات کے مقابلے میں کیسا رہتا ہے اور کیسا عمل کرتا ہے اِس سے سب کچھ تحقیق ہو جائیگا - اور اگر ہم کسی وقت یہ خیال کرنے لگیں کہ ہماری ہی قسمت میں سب سے زیادہ مصیبت لکھی ہے اور اپنے دل میں یہ سمجھ بیٹھیں کہ ہمیں کوئی ایسا شخص دُنیا بھر میں نظر نہیں آیا جو ہم سے ذرا بھی زیادہ مصیبت میں گرفتار ہو - اُس وقت ہمیں برؤننگ صاحب کی نظم میں جو پومپلیا کا حال لکھا ہے اُسے بغور پڑھنا چاہیئے اور اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ہمیں خدا کا شکر کرنا چاہیئے کہ ہماری حالتیں زیادہ تر ہمارے حسب حال ہیں - اور پھر خداوند تعالےٰ پر بھروسا رکھکر اور کمر ہمت باندھکر ہمیں اُن صورتوں کے پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جن کی ہم آرزو کرتے ہیں +

انسانی زندگی میں جس قدر ترقی یا تنزل ہے جس قدر کامیابی یا ناکامیابی ہے جتنی باتیں پسندیدہ یا غیر پسندیدہ ہیں ان سب کی بنا خیال پر ہے - جس قسم کا ہمارا خیال ہوگا ویسی ہی حالتیں اُس خیال کے گرد جمع ہو جائینگی - قدرت میں بھی بعینہ وہی حالتیں ہونگی جیسا ہمارا خیال ہے کیونکہ یہ حالتیں صرف خیال کے موافق پیدا ہوئی ہیں - خیالات بمنزلۂ فوٹوؤں کے ہیں اور ہر ایک خیال اپنے ہی جیسی حالت کا نقشہ ذہن میں جما لیتا ہے خواہ ہم اس پر بخوبی غور کریں یا نہ کریں نفس کی اپنی طرف کشش کرنے والی طاقت کا بڑا قانون ہر ایک انسان کے کاروبار میں متواتر کام کر رہا ہے - اور یہ قانون یہ ہے کہ ہمجنس سے ہمجنس پیدا ہوتا ہے - اور ہمجنس ہمجنس کو اپنی طرف کھینچتا ہے کیونکہ

یہ کائنات کا ایک بڑا غیر متغیّر قانون ہے۔ جو شخص پہلے کچھ وقت دیکر جن باتوں کو وہ حاصل کرنا چاہتا ہے اُنہیں صاف طور پر معلوم کر لیتا ہے اور پھر اس اپنے خیال اور ارادے کو مستقل طور سے برابر اپنے مدِّ نظر رکھتا ہے۔ جس کو اپنے اعتقاد پر پختہ یقین ہے اور خوف اور شک و شبہ کو بالکل اپنے دل میں راہ نہیں دیتا ہے اور پھر وہ روز کا کام جو ملتا ہے کرنا شروع کر دیتا ہے کبھی کسی قسم کی شکایت نہیں کرتا اور اپنے وقت کو شکایت میں صرف کرنے کی بجائے وہ اپنے خاص خیال یا ارادے پر۔ جو اُس نے پہلے سے دل میں ٹھان لیا ہے۔ پہنچنے کی دل و جان سے سعی کرتا ہے۔ یہ شخص کبھی نہ کبھی ضرور اُس بات کو پورے طور سے حاصل کریگا جس کے حاصل کرنے کا اُس نے ارادہ کر لیا ہے ٭

بعض شخص ایسے ہیں کہ جب وہ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ "سائنس آف تھوٹ" یا علم خیال بھی کوئی شے ہے اور جب وہ اس امر کو ذہن نشین کرنے لگتے ہیں کہ اپنے اندرونی روحانی خیال کی قوّتوں کے ذریعے ہم میں زندگی کی روزمرّہ کی حالتوں کو جس طرح ہم چاہیں تغیّر تبدّل کرنے کی طاقت حاصل ہے۔ یہ لوگ اپنے ابتدائی جوش میں جیسا جلدی چاہتے ہیں ویسے جلدی نتائج حاصل نہیں کر سکتے اور اس لئے وہ یہ خیال کرنے لگتے ہیں کہ جو بات ابھی ہمارے علم میں آئی ہے وہ کچھ بڑی وقعت کی نہیں ہے۔ مگر اُنہیں یاد رکھنا چاہئے کہ پرانی عادت کو چھوڑنے اور نئی عادت کے اختیار کرنے میں یک لخت پوری پوری کامیابی حاصل نہیں ہوا کرتی ٭

جس قدر ہم خیال کی طاقتوں کو کام میں لانے کی کوشش کرینگے

اسی قدر ہم زیادہ اچھی طرح اُن سے متواتر کام لے سکینگے۔ ابتدا میں ترقی آہستہ آہستہ ہوتی ہے اور جس قدر ہم آگے بڑھتے جاتے ہیں زیادہ جلد ترقی کرتے ہیں۔ طاقت مشق سے بڑھتی ہے یا یہ کہو کہ مشق کے باعث ایک ایسی طاقت پیدا ہوتی ہے جو متواتر بڑھتی جاتی ہے۔ اس کا بھی ایک قانون ہے جیسے ہماری زندگی میں تمام چیزوں کے لئے اور ہمارے اردگرد کی کائنات کی تمام چیزوں کے لئے قانون ہے گویا یا علم موسیقی داں کا ہر ایک کام اور آئندہ جو ترقی وہ اپنے کام میں کرتا رہتا ہے یہ سب ٹھیک اسی قانون کے بموجب ہے۔ مثلاً کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو علم موسیقی میں مبتدی ہو کر ستار بجانے بیٹھے اور اوّل ہی بار نہایت ہی عمدہ طور سے کوئی گت بجا سکے۔ مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالنا چاہیئے اور نہ وہ شخص یہ نتیجہ نکالتا ہے کہ وہ ستار پر نہایت عمدہ گت نہیں بجا سکتا یا اور کوئی بھی نہیں بجا سکتا۔ وہ اس گت کے بجانے کی مشق شروع کرتا ہے۔ قانون نفس جس کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے اُس کی مدد کرتا ہے اور اس قانون کے ذریعے اُسکا نفس ہر دفعہ اُس گت میں زیادہ اطمینان کے ساتھ رواں ہونے لگتا ہے اور نظام عصبی کی حرکاتِ متصلہ کا اصول بھی جو اس قانون میں مشتمل ہے کام کرنے لگتا ہے اور اس کو امداد دیتا ہے۔ اس نظام عصبی کا بھی ذکر ہو چکا ہے اور اسی کے ذریعے ہر دفعہ اُس کی انگلیوں کی حرکات اُس کے نفس کی حرکات سے زیادہ مستعدی سے زیادہ جلد اور زیادہ صحت سے مطابقت رکھتی ہیں۔ حتےٰ کہ رفتہ رفتہ ایک وقت

ایسا آئیگا کہ جبکہ وہ شروع میں ٹھوکریں کھاتا تھا اور غلطیاں کرتا تھا اور جبکہ آواز بالکل بے سُری معلوم ہوتی تھی اب آخر میں نہایت عمدہ اور مکمّل راگ سُنائی دیتا ہے۔ ایسا راگ کہ جس پر بہت سے مرد اور عورت مفتون ہو جاتے ہیں۔ یہی حال خیال کی قُوّتوں کا ہے۔ خیال کو بار بار دُہرانے سے ہم میں اپنے نفس کو خیال پر جمانے اور یکسُو کرنے کی طاقت متواتر قوی ہوتی اور بڑھتی جاتی ہے اور آخر میں اپنا پورا پُورا جلوہ دکھاتی ہے ؂

عمدہ خصائل کا پیدا کرنا صرف نوجوانوں کے لئے ضروری نہیں بلکہ عمر رسیدہ شخصوں کے لئے بھی ضروری ہے۔ دیکھو عمر رسیدہ لوگوں میں کس قدر اختلاف ہوتا ہے۔ بہت سے تو بڑی خوبی اور عمدگی کے ساتھ بوڑھے ہوتے ہیں یعنی بوڑھے ہو کر بڑے خوبصورت اور شکیل معلوم ہوتے ہیں اور بہت سے اس کے برعکس۔ بڑھاپے میں اس قدر خوبصورتی اور خوشنمائی نظر آتی ہے جس سے بوڑھاپن دلکش اور دلفریب معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ ہم اس حالت کو ٹھیک ٹھیک لفظوں سے نہیں بیان کر سکتے۔ بعض بوڑھے لوگ تو اپنے دوستوں اور اپنے قریبی خاندان کے رشتہ داروں کو زیادہ عزیز ہوتے ہیں۔ اور بعض بوڑھے لوگوں کا یہ خیال ہوتا ہے کہ ہمارے دوست اور قریبی رشتہ دار پہلے کی نسبت ہمارا کم لحاظ رکھتے ہیں اور بسا اوقات یہ اُن کا خیال غلط نہیں ہوتا۔ ایک کا حظِّ زندگی برابر بڑھتا جاتا ہے اور دوسرے کا ہمیشہ کم ہوتا جاتا ہے۔ ایک سے تو اور لوگ زیادہ محبّت

اور شفقت کرنے لگتے ہیں اور دوسرے سے کم- اس کی کیا وجہ ہے؟ کیا یہ ایک امرِ اتفاقی ہے؟ ہرگز نہیں- اگر مجھ سے پوچھو تو مَیں کُل انسانی زندگی نیز دُنیا بلکہ کُل کائنات میں ایسی کوئی شئے نہیں دیکھتا جسے اتّفاق و حادثات کہتے ہیں- یعنی اتفاق کوئی شئے نہیں ہے- علّت و معلول کا بڑا قانون مطلق اور بذات خود مکمّل ہے- معلول ہمیشہ اپنی خاص علّت سے ملتا جُلتا ہے- اگرچہ ہمیں بعض اوقات علّت دریافت کرنے کے لئے اپنی معمولی عادت سے بڑھکر زیادہ دُور اُلٹا ہٹنا پڑتا ہے- جو علّت کہ فلاں فلاں معلول کا مخزن ہے یا دراصل پیدا کی ہوئی حالت ہے*

پس اب یہ سوال ہے کہ دو قسم کے عمر رسیدہ شخصوں میں اس قدر بڑا اختلاف کیوں ہے؟ ایک تو خواہ مرد خواہ عورت بے بنیاد خیالی باتوں سے جھگڑوں خرخشوں وغیرہ سے- جن سے طبیعت کو رنج پہنچے- دُور رہتا ہے- گویا ایسی باتوں کے پاس نہیں پھٹکتا- اور دوسرا خاص کر ایسی باتوں کو مول لیتا ہے اور ناحق کی خیالی باتوں اور خرخشوں سے اپنی طبیعت کو رنج پہنچاتا ہے- اور اس کی وجہ کیا ہے؟ زندگی کے خاص وقت میں عمر بھر کی ذہنی حالتیں عادتیں اور خصوصیتیں ایک جگہ آکر جمع ہونے لگتی ہیں اور پھر ظاہر ہونے لگتی ہیں- یہ حالتیں عادتیں اور خصوصیتیں مختلف لوگوں میں کسی قدر مختلف ہوتی ہیں- غالب اور برتر خیالات اور ذہنی حالتیں خاص خاص اوصاف اور خوبیوں میں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور کبھی پہلے اس طرح نمایاں نہیں ہوئی تھیں-

اور کوئی شخص بھی اس قاعدے سے بری نہیں ہے ؛

باغیچہ کی طرف جانے والے راستے میں ایک درخت ہے۔ برسوں سے اس میں صرف قدرتی پھل لگتے رہے ہیں۔ تھوڑے دنوں سے اس پر پیوند لگایا گیا ہے۔ موسم بہار آکر چلا بھی گیا۔ آدھے درخت کے شگوفے لگے ہوئے تھے اور دوسرے آدھے کے بھی۔ سرسری طور پر مشاہدہ کرنے والا شخص دونو حصّوں کے شگوفوں میں تمیز نہیں کرسکتا۔ شگوفوں کے بعد چھوٹے چھوٹے پھل آئے ہوئے ہیں۔ یہ پھل کل درخت پر افراط سے لٹک رہے ہیں۔ اب اس میں صرف ذرا ہی سا فرق ہے لیکن آئندہ چند ہفتے بعد شکل قد رنگ مزے اور دیر تک رہنے والی خاصیتوں میں فرق اتنا نمایاں ہوگا کہ ہر ایک شخص انکو الگ الگ بتا سکیگا یا اُسے اُن کے تمیز کرنے میں ذرا بھی دقّت نہ ہوگی۔ ایک تو چھوٹا سا۔ کسی قدر سخت اور گرہ دار کھٹّا اور زردی مائل سبز رنگ کا سیب ہوگا اور موسم خزاں میں صرف چند ہفتے تک رہیگا۔ دوسرا بڑا۔ گداز۔ مزیدار ملائم گہرے سرخ رنگ کا سیب ہوگا اور جب تک کہ اس درخت کے پھر شگوفے نہ نکلیں تب تک رہیگا ؛

لیکن قدرت کے باغ سے یہ مثال کس لئے لی گئی؟ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اگرچہ دونو سیبوں کی اندرونی خاصیتیں شروع سے ہی کسی قدر مختلف تھیں لیکن اس پھل کی بڑھوتری میں کچھ عرصہ تک تو ہم اُن میں بالکل تمیز نہیں کرسکتے تھے۔ مگر اُن کی بڑھوتری کے ایک خاص زمانے میں اُن کی مختلف اندرونی خاصیتیں اس قدر جلد اور

نمایاں طور سے ظاہر ہونے لگیں کہ دونو قسم کے پھل اس قدر مختلف ہو گئے کہ جیسا بیان ہو چکا ہے کوئی شخص بھی اُن کے درمیان فرق کرنے میں ذرا تامّل نہیں کر سکتا تھا - اور ایک دفعہ ہر ایک کی اصلیت اور بناوٹ اور اُس کے اندرونی اور باطنی اوصاف معلوم کرنے کے بعد ہم پہلے ہی سے کامل یقین کے ساتھ بتا سکتے ہیں کہ اس درخت کے ہر ایک حصّہ کا پھل کیا ہوگا *

بعینہ یہی حال انسانی زندگی کا ہے - اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ مَیں بڑھاپے میں خوش رہوں اور ہر ایک شخص مجھ سے خوش رہے اور میری حالت کو پسند کرے - اُسے لازم ہے کہ جوانی اور درمیانی عمر میں انہی باتوں کو مدّنظر رکھّے - لیکن اگر اُس نے اس میں کوتاہی کی یا خطا کھائی تو پھر وہ دانائی سے حالتوں کے مطابق کام کر سکتا ہے اور سرگرمی سے تمام ضروری فنّوں اور طاقتوں کو عمل میں لا سکتا ہے - جب تک جان ہے تب تک کوئی چیز بالکل اور قطعی طور سے ضائع نہیں ہو سکتی - گو برتر نیکی کے حاصل کرنے میں دیر ہو سکتی ہے - لیکن اگر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ میرا بڑھاپا خاص کر خوشنما اور دلکش ہو تو اُسے لازم ہے کہ زندگی کی ابتدائی اور درمیانی حالتوں میں اسی بات کا خیال رکھّے - کیونکہ کچھ عرصہ کے بعد تکمیل کے عمل کا وقت آتا ہے جبکہ عمر بھر کی عادات نفسانی بہت غالب اور پختہ طور سے نمایاں ہونے لگتی ہیں اور ایک عرصہ سے قائم کئے ہوئے خیالات جو عادت میں داخل ہو کر طبیعت ثانیہ بن گئے ہیں ہر ایک کام میں ظاہر ہونے لگتے ہیں *

خوف اور پریشانی خودغرضی تنگدلی ضدّی طبیعت عیب جوئی
نکتہ چینی لڑنے جھگڑنے اور بُرا بھلا کہنے کا میلان - دوسروں کے خیالات
یا رائے کے مطابق سوچنا اور کام کرنا - دوسروں کی کچھ پرواہ نہ کرنا اور
نہ اُن کے لئے ہمدردی ظاہر کرنا - دوسرے شخصوں کے خیالات محرکات
اور کاموں پر رائے لگانے میں نیک نیتی سے کام نہ لینا یعنی اُن کے
خیالات محرّکات اور کاموں کو بُرے ارادے سے منسوب کرنا خیال
کی طاقتور اور اٹل خاصیتوں سے واقف نہ ہونا - اور خداوند تعالےٰ
ہماری ہستی کے خالق کی ابدی نیکی محبّت اور طاقت میں ایمان نہ لانا -
اکثر دیکھا گیا ہے کہ جن لوگوں میں یہ مندرجہ بالا باتیں ظہور پاتی ہیں اُنکا
بُڑھاپا روکھا پھیکا بدمزہ اور نامیموں ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ
لوگ خود بھی اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہیں اور اَور لوگ بھی اُن
سے کنارہ کشی اور نفرت کرنے لگتے ہیں - برعکس اس کے جن لوگوں
میں مندرجہ بالا باتوں کے برخلاف خوبیاں ظہور پاتی ہیں اُن کا
بُڑھاپا خوشنما پُراز اُمید مُتبرّک اور مُفید ہوتا ہے - وہ لوگ خود بھی
اپنی زندگی سے محظوظ ہیں اور اَور لوگ بھی جو اُن کے ساتھ ملتے جُلتے
ہیں اُن سے نہایت خوش رہتے ہیں اور اُن کو بڑی محبّت اور تعظیم
کی نگاہ سے دیکھتے ہیں - علاوہ بریں دونو قسم کے خیالات خوبیوں اور
طبیعتوں کا بیرونی اظہار مندرجہ ذیل باتوں میں ہوتا ہے - مثلاً آواز
میں - چہرے کی خاص ادا میں - مزاج کی ملائمت یا سختی میں - نفس
اور جسم کی صحت بخش یا مضرت دہ حالتوں میں - اور نفس اور جسم کی

مختلف طرح کی بیماریوں اور کمزوریوں میں مبتلا ہونے یا نہ ہونے میں +
ہر ایک شخص کے لئے یہ بات بُری نہیں ہے کہ ابتدا میں کسی قدر فلسفہ سیکھے - جس قدر وہ شخص بڑا ہوگا اس فلسفہ سے اس کو بہت کچھ مدد ملیگی - بسا اوقات مشکلات میں اور بڑی عمر میں یہ فلسفہ بڑی تسلّی اور تقویت کا باعث ہوگا - جو شخص اپنا تھوڑا سا فلسفہ ظاہر کرتا ہے گو ہم اُس کی کسی قدر ہنسی بھی اُڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو اپنا فلسفہ چھانٹتا ہے - لیکن اگر ہم میں اسی قسم کی کوئی شے نہ ہو تو ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ اس کے نہ ہونے سے ہماری خفت اور سُبکی ہوگی - گو یہ ضروری تو نہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جو شخص فلسفہ داں ہے وہ لین دین اور روپیہ پیسے کے لحاظ سے دُنیا کے معاملات اور کاروبار میں ہمیشہ بہت کامیاب نہیں ہوتا لیکن بسا اوقات اس فلسفہ سے زندگی میں وہ اصلی چیز حاصل ہوتی ہے جو بڑے روپیہ پیسے یا دُنیاوی معاملات کی کامیابی سے حاصل نہیں ہو سکتی +

بہتر ہے کہ ہم شروع ہی سے اپنا مرکز معلوم کرلیں اور اگر شروع میں نہیں معلوم ہو سکے تو پھر بعد میں معلوم کرنا چاہئے - خواہ دیر سے معلوم کریں خواہ شروع سے ہی معلوم کریں - لیکن یہ ضرور ہے کہ ہم اپنے مرکز کو معلوم کرلیں +

جب تک ہم زندہ ہیں ہمارے لئے ایک ضروری بات یہ ہے کہ ہم اپنا کام شجاعت اور خوبی سے انجام دیں اور زندگی کے تمام تغیّر و تبدّلات میں پھرتی اور شوق سے کام کریں - اسی طرح یہ بہتر ہے کہ ہم

ہمیشہ اپنے تئیں تبدیل ہونے والی حالتوں کے مطابق بنالیں۔ تالاب یا ندی کا پانی اس لئے شیریں اور صاف رہتا ہے کہ آسمانی ہوائیں برابر اُس پر چلتی رہتی ہیں اور اُسے متواتر حرکت میں رکھتی ہیں یا اس لئے کہ پانی برابر آگے کی طرف چلتا رہتا ہے ورنہ تالاب یا ندی کا پانی ساکن ہو کر کیچڑ ہی کیچڑ سے بھر جاوے۔ اگر ہم اپنے آپ سے اور دیگر اشخاص کی نگاہوں میں خوش اور پسندیدہ خاطر یا رنجیدہ اور آزردہ خاطر ہیں تو اس کا باعث ہمارے ہی اندر موجود ہے۔ یہ مسئلہ ہر زمانہ میں درست ہے اور ہمارے لئے خواہ ہم جوان ہوں خواہ بوڑھے اس مسئلہ کا تسلیم کرنا واجب اور انسب ہے۔ یہ بہتر ہے کہ ہم اپنے تئیں اپنے گرد و پیش کے لوگوں کے موافق بنائیں۔ لیکن بوڑھے آدمیوں کا یہ خیال کر لینا ٹھیک نہیں ہے کہ نوجوان ہی اپنے تئیں اُن کے موافق بنائیں۔ اور بوڑھے آدمیوں پر اس قسم کا کام کرنا فرض نہیں ہے۔ بسا اوقات اس قسم کے خاص خیال کے باعث لوگ بوڑھے آدمیوں کو پسند نہیں کرتے اور اُن سے کنارہ کشی کرتے ہیں۔ معاوضہ یا مبادلہ کا اصول زندگی کے ہر ایک زمانہ میں جائز ہونا چاہئے اور ہماری عمر خواہ کچھ ہی ہو لیکن اگر ہم اس اصول کا خیال نہ رکھینگے تو اس کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوگا کہ ہم خود کبھی نہ کبھی تباہ ہو جائینگے ؀

ہم سب زندگی کے بڑے تماشہ گاہ میں ہیں اور ہمیں وقت پر سب کام کرنے پڑتے ہیں مثلاً کبھی ہم خوشی اور راؤ چاؤ کی حالت میں ہیں اور کبھی سخت رنج اور مصیبت میں گرفتار ہیں۔ کبھی ہنستے ہیں کبھی

روتے ہیں اور آنسو بہاتے ہیں کبھی ہم پر دھوپ ہے کبھی سایہ اور تاریکی ہے۔ کبھی خزاں میں ہیں اور کبھی بہاریں۔ غرض کہ ہمیں ہر حالت میں زندگی بسر کرنی ہوتی ہے اور ہر قسم کی حالتیں ہماری زندگی میں پیش آتی ہیں۔ جب تک یہ ناٹک ہو رہا ہے تو جو حصّہ کسی معیّن وقت پر ہمارے لئے تجویز کیا جاوے ہم کو چاہئے کہ اُسکو خوشی خوشی اور حوصلہ کے ساتھ انجام دیں۔ اس ناٹک میں عمدگی اور لیاقت سے کام کرنے والا شخص وہی ہے جو اس تماشہ گاہ میں عمدہ طور سے ہنسی خوشی داخل ہوتا ہے اور عمدہ طور سے اپنا کام کرکے باہر چلا جاتا ہے۔ ہم شائد ہمیشہ اس تماشہ گاہ میں داخل ہونے کی کیفیت جیسی چاہیئے نہیں معلوم کر سکتے یعنی ہمیں کس راستہ سے اور کس طرح داخل ہونا چاہئے۔ ان باتوں کا معلوم کرنا یا انتخاب کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔ لیکن ہم سب یہ ضرور تحقیق کر سکتے ہیں کہ ہمیں یہاں آکر کس طرح اور کیا کیا کام کرنے چاہئیں۔ اور کس طرح یا کس راستہ سے یہاں سے نکلنا چاہیئے۔ اور کوئی شخص اور کوئی طاقت ہمیں ان باتوں کے کرنے سے نہیں روک سکتی۔ ہر ایک انسان اپنی زندگی میں فی الحقیقت یہ کام نہایت عمدگی اور عظمت سے انجام دے سکتا ہے خواہ وہ اپنا کاروبار کیسی ہی پست حالت سے شروع کرے خواہ وہ کیسی ہی پست حالت میں رہے یا کیسی ہی برتر حالت کو پہنچ جاوے۔ یہ سب حالتیں اس دنیا کے لوگوں کی رائے کے فرضی معیار ہیں ؎

میرے خیال میں تو ہم دُنیا میں اس لئے آتے ہیں کہ تجربہ کے ذریعے
اپنی ذات کو درجہ کمال پر پہنچا دیں۔ جو چیزیں ہماری زندگی میں پیش
آتی ہیں اور ہر ایک شخص کے عمر بھر کے تجربے کا مجموعہ ہیں ان سب
چیزوں سے ہم جس قدر عقلمندی اور دانائی سے کام لینگے اسی قدر ہم
ترقی کرینگے۔ جو سوال یا معاملہ ہمارے سامنے پیش ہوتا ہے اُس پر ہمیں
جُرأت اور ہمت کے ساتھ غور و خوص کرنا لازم ہے اور جہاں تک ہم
سے ہو سکے اُس کے حل کرنے میں ہمیں کوشش کرنی ضروری ہے۔ جو
باتیں ہمارے اختیار میں ہیں اور جن کو ہم کر سکتے ہیں ہمیں اُن کے کرنے
اور ہونے میں امداد دینی چاہئے۔ اور جن باتوں پر ہمارا قابو نہیں ہے
ہمیں اُن کے سوچنے میں اپنی طبیعت کو دق نہیں کرنا چاہئے۔ خداوند
تعالےٰ جلّ شانہٗ ان باتوں یا حالتوں کو نہایت عقلمندی سے دیکھ رہا
ہے اور ان سے کام لے رہا ہے۔ اور ہمیں ان کی بابت فکر کرنے
یا ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۞

تمام چیزیں جو ہم سے تعلّق رکھتی ہیں ان سب میں نہایت اعلےٰ
درجے کی زندگی بسر کرنا۔ اور اسی مقصد کے لئے اَوروں کو حتےّ المقدور
مدد دینا تاکہ اور لوگ بھی ہر ایک سے نہایت اعلےٰ درجے کا برتاؤ کریں
جو غلطیاں کہ ہمیں معلوم ہوں اُن کو اس طرح صحیح کرنا کہ غلط راستہ پر
چلنے والے کو صحیح راستہ دکھانا اور اُس کو اُس کی غلطی سے آگاہ یا
متنبہ کرنا اور اس طرح سے اُس کو نیک اور عمدہ بننے میں مدد کرنا۔
طبیعت کا ہمیشہ نرم۔ مزاج کا شیریں۔ سادہ اور متواضع بننا اور

اور اسی وجہ سے جوانمرد اور عالی ہمّت بننا - ایزدی رُو یا خدائی طاقت کو اپنے اندر کام کرنے کے لئے پوری طرح سے آنے دینا۔ ہر ایک عمدہ بات یا اشارے کو قبول کرنے کے لئے ہمیشہ تیّار رہنا۔ اور اپنا رُخ ہمیشہ روشنی کی طرف رکھنا یعنی ہمیشہ عمدہ اور نیک اور خوشی کے خیالات کو دل میں جگہ دینا - تمام چیزوں سے محبّت کرنا اور اپنی غلطی یا ناحق کوشی سے ڈرتے رہنا اور اَور کسی شے سے اندیشہ نہ کرنا۔ تمام چیزوں کے اندر کی نیکی اور عمدگی کو معلوم کرنا - ہر ایک بات کا نہایت عمدہ طرز سے اور موقع پر اظہار کرنے کے لئے منتظر رہنا - ان سب باتوں کا خیال رکھکر جو کام ہم اس زندگی کے تماشہ گاہ میں کرینگے وہ درحقیقت عظیم الشان ہوگا اور پھر ہمیں کسی شے سے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے نہ حیات سے اور نہ موت سے کیونکہ موت بھی دراصل حیات ہے - یا یہ کہو کہ موت دوسری صورت کی زندگی میں بہت جلد تبدیل ہو جانے کی حالت ہے - گویا پُرانا لباس اُتارنا اور نیا لباس پہننا ہے - مادّی غلاف کا دُور ہونا اور روح کا ایک نیا اور زیادہ لطیف قالب بدل لینا ہے - یہ نیا اور لطیف قالب دوسری دُنیا کی ضروریات اور حالتوں کے لئے نہایت موزوں ہے جہاں کہ ہم زیادہ تجربہ حاصل کرینگے نشو و نما پائینگے اور نورالٰہی کا اَور بھی زیادہ عمدگی سے احساس کرسکینگے - جو کچھ تجربہ ہم نے اس دنیا میں حاصل کیا ہے اُس سب کو اپنے ساتھ لیکر باہر نکل جاتا ہے لیکن موت کے وقت کوئی مادّی شے ہم اپنے ساتھ نہیں لے جاتے - اَور سب کچھ لے جاتے ہیں - یہ روشنی

سے تاریکی میں گزرنا نہیں ہے بلکہ ایک روشنی سے دوسری روشنی میں جاتا ہے۔ اس دنیا میں جس حالت کو ہم نے ترک کیا ہے اُسی حالت کے تسلسل میں ایک اَور صورت کی زندگی اختیار کر لینا ہے۔ موت ایک تجربہ ہے جس سے ہمیں پرہیز کرنا یا ڈرنا نہیں چاہیئے بلکہ جب اپنے نیک راستے سے اور اپنے وقت پر آوے اُس کا خوشی سے استقبال کرنا اور اُس کو رضا و رغبت کے ساتھ مرحبا کہنا چاہیئے۔

تمام زندگی دراصل اندرونی حالت کا بیرونی اظہار ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ اس کو جتنی بار دُہرایا جاوے اُتنا ہی تھوڑا ہے۔ زندگی کے چشمے سب اندر سے نکلتے ہیں۔ چونکہ یہ بات صحیح ہے اس لئے یہ بہتر ہوگا کہ ہم اندرونی زندگی کے سوچنے میں حسب معمول سے زیادہ وقت دیں۔ خاص کر مغربی دُنیا کے باشندوں کے لئے یہ امر بہت ضروری ہے۔

اگر ہم اپنی زندگی میں ہر روز کچھ وقت خلوت نشینی یا عُزلت میں صرف کیا کریں تو اس سے ہمیں اس قدر کثیر منافع پہنچینگے کہ اَور کسی شے سے نہیں پہنچ سکتے۔ ہمیں اس خلوت نشینی کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم اپنے نفس سے کیا بلکہ اپنی زندگی سے تمام بیہودہ اور فاسد خیالات اور باطل توہمات کو دُور کر دیں۔ ہمیں اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم زندگی کی نسبت اعلےٰ درجے کے خیالات عمدہ طور سے پیدا کر لیں۔ ہمیں اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ جن چیزوں یا باتوں پر ہم جم کر توجہ دینا چاہتے ہیں اور خیال کی طاقتوں کو یکسو کرنا چاہتے

ہیں اُن کو اپنے نفس میں صاف صاف دیکھ لیں۔ ہمیں اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہم باری تعالےٰ سے اپنا تعلق ہمیشہ تازہ کرتے رہیں اور برابر قائم رکھیں۔ ہمیں اس کی اس لئے ضرورت ہے کہ ہماری روزمرّہ زندگی کے کاروبار کی جلدی اور گھبراہٹ کے باعث ہم اس حقیقت کو بخوبی سمجھنے سے کوتاہی نہ کرنے لگیں کہ غیر محدود زندگی اور طاقت کی رُوح جو سب کی پشت پناہ ہے سب میں اور سب کے ذریعے کام کر رہی ہے اور سب کی زندگی ہے وہی روح ہماری ہستی کی زندگی اور ہماری طاقت کا سرچشمہ ہے۔ اور اس بات کو بھی نہ بھول جائیں کہ اس غیر محدود روح کے باہر نہ ہم میں زندگی ہے اور نہ طاقت ہے۔ اس حقیقت کو بخوبی سمجھنا اور اس میں سوچ سمجھکر ہر وقت زندگی بسر کرنا گویا خداوند تعالےٰ کی سلطنت کا حاصل کرلینا ہے اور یہ خداوند تعالےٰ کی سلطنت دراصل اندرونی سلطنت ہے اور اَور کوئی شے نہ ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ خدا تعالےٰ کی سلطنت صرف اندر ہی مل سکتی ہے اور یہ قطعی ایک ہی دفعہ میں مل سکتی ہے اور اس طرح مل سکتی ہے کہ پھر وہ اَور کسی طرح نہیں مل سکتی جب ہم اس امر کو بخوبی سمجھ لیں اور ذہن نشین کرلیں کہ ہم میں اور ایزدی زندگی میں دراصل کوئی بھید نہیں ہے گویا ایک ہی ہیں اور اس ایزدی رُوح کو اپنے اندر اس طرح آنے دیں کہ یہ ایزدی زندگی ہم سے ہمکلام ہو اور ہمارے ذریعے اظہار پائے۔ اس طرح سے ہماری ایسی حالت ہو جاتی ہے کہ گویا ہم برابر خداوند تعالےٰ کے ساتھ ساتھ چل رہے

ہیں - اس طرح سے خدا تعالےٰ دراصل ہماری زندگی میں نمودار ہوتا ہے اور جس قدر یہ ایزدی ہستی دراصل ہم میں ظہور پاتی ہے اسی قدر ہم میں اعلےٰ درجے کی دانائی بصیرت اور طاقت پیدا ہوتی ہے- فی الحقیقت انسانی روح میں اس ایزدی ہستی کا علم ہونا تمام مذہب کی اصلیت اور اُس کا لبِ لباب ہے - یہ بات روزمرہ کی زندگی کے ہر ایک کام اور ہر ایک لمحہ سے مذہب کا تعلّق ظاہر کرتی ہے- گویا ہر کام اور ہر وقت میں اس ایزدی ہستی کا خیال ہونا چاہئے- جو مذہب کہ زندگی کے ہر لمحہ اور ہر کام سے تعلّق نہیں رکھتا وہ اصل میں مذہب نہیں ہے - صرف برائے نام مذہب ہے - انسانی رُوح میں اس ایزدی ہستی کا علم ہونا ایک ایسی بات ہے جس کی تلقین دُنیا میں تمام انبیا و اولیا نے کی ہے اور تمام لوگوں نے کی ہے جن کو الہام ربّانی ہوا ہے - ہر وقت میں ہر ملک میں اور ہر مذہب و ملّت میں کی ہے - گو اُن کی زندگی اور تدریس میں کچھ ضروری اختلاف بھی ہوں لیکن اس بات کو سب نے تسلیم کیا ہے اور اس پر سب متّفق الرّاے ہیں - فی الحقیقت یہی اُن کی تعلیم کا لبّ لباب ہے کیونکہ یہی بات اُن کی طاقت اور اقتدار کا باعث ہوئی ہے اور اسی سے اُنہوں نے اس قدر عروج حاصل کیا ہے ÷

سلطنت ایزدی میں داخل ہونے سے پہلے یہ ضرور ہے کہ ہم بچّے کی سی حالت اختیار کریں - جیسا کہ کہا گیا ہے کہ 'جب تک تم چھوٹے بچّے نہ بنو گے یعنی جب تک تمہاری طبیعت چھوٹے بچّوں

کی سی نہ ہوگی تب تک تم سلطنتِ ایزدی میں نہیں داخل ہو سکوگے" کیونکہ اُس وقت ہم اس بات کو بخوبی سمجھ لیتے ہیں کہ ہم خود کچھ نہیں کر سکتے بلکہ ہم خود اسی وقت کچھ حقیقت رکھتے ہیں یا اسی وقت ہم کچھ کر سکتے ہیں جب ہم اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ ایزدی زندگی اور ایزدی طاقت ہی ہمارے اندر کام کر رہی ہے اور جب ہم اس ایزدی ہستی کی طرف رجوع کریں اور اس ایزدی رَو کو اپنے اندر آنے دیں۔ اسی طرح سے ہم سیدھی سادی زندگی میں قدم رکھ سکتے ہیں اور اُسے حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ زندگی درحصل بڑے لطف اور اعلےٰ معراج کی زندگی ہے ۔

مشرقی ملکوں کے لوگ عموماً مغربی ملکوں کے لوگوں کی نسبت خلوت گاہ یا عُزلت میں زیادہ دیر تک بیٹھتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو خلوت نشینی کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں جس طرح کہ مغربی ملکوں کے لوگ اس کے برخلاف دُنیا کے دھندوں میں برابر پھنسے رہتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جن باتوں کا اندرونی زندگی میں خیال کرتے ہیں اُن کو بیرونی زندگی میں آزما کر نہیں دیکھتے اور وہ صرف خواب و خیالات ہی میں مستغرق رہتے ہیں۔ مغربی مُلکوں کے لوگ دنیا کے بیرونی کاروبار میں اتنی دیر تک پھنسے رہتے ہیں کہ اُنہیں خلوت میں اتنا وقت نہیں مِلتا کہ اندرونی روحانی اور خیال کی زندگی میں ایسے عمدہ خیالات اور حالتیں پیدا کریں جن کو وہ بعد میں بیرونی زندگی میں کام میں لائیں

اور آزمائیں اور بیرونی دُنیا میں ان کا اظہار کریں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ زندگی میں بے سراغ چلتے ہیں۔ جو حالتیں پیش آتی ہیں اُن میں اپنے آپ کو بے سوچے سمجھے ڈال دیتے ہیں۔ زندگی کا خود بہت خیال نہیں کرتے یہاں تک کہ شائد تجربہ کے باعث بہت کچھ تلخی کا مزہ چکھکر وہ ٹھیک حالت پر پہنچ جائیں لیکن یہ نہیں کہ وہ خود اندرونی قوتوں کے ذریعے اپنی زندگی کو سُدھاریں اور راہ راست پر لائیں۔ اس امر میں اُنہیں اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ مشرقی اور مغربی دُنیا کے دستور کو ہم وزن رکھیں اور ہر ایک کے انتہا کی طرف رجوع نہ کریں بلکہ میانہ روی اختیار کریں۔ اس ترکیب سے ہی باطنی یا عقلی زندگی حاصل ہو سکتی ہے اور یہ باطنی زندگی ہی بالکل قابل اطمینان زندگی ہے۔ مشرقی ملکوں میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کئی کئی دن خلوت میں بیٹھے رہتے ہیں دھیان میں لگے رہتے ہیں اور باطنی یا اندرونی خیالات سوچتے رہتے ہیں اور مراقبہ میں سمادھی لگا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ روحانی خیالات میں محو ہو کر اپنی نظر اپنی ناف پر جما لیتے ہیں اور ان خیالات کا بیرونی زندگی میں کچھ عمل نہیں ہوتا۔ وہ در اصل بھوکے مرتے ہیں اور فاقہ کشی میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس مغربی دُنیا میں مرد اور عورت اپنے معمولی کاروبار کی دُھن میں لگے رہ کر اِدھر اُدھر دوڑے پھرتے ہیں۔ اُن کا کوئی مرکز نہیں اور کوئی بنیاد نہیں جس پر وہ کھڑے ہوں اور کوئی ایسی شئے نہیں جہاں وہ اپنی زندگی کے لنگر کو ڈال دیں

کیونکہ اُن کو کافی وقت نہیں مِلتا کہ اپنے مرکز اور اپنی زندگی کی اصلی حقیقت کو بخوبی سمجھیں اور معلوم کریں ॥

اگر مشرقی ملک کا باشندہ اپنے مراقبہ (سمادھی لگانے) کے بعد اُٹھ کھڑا ہو اور اپنا کام کرنے لگے تو وہ بہتر حالت میں ہوگا۔ اور ایسا کرنے سے وہ زیادہ باقاعدہ اور قابل اطمینان زندگی بسر کریگا۔ اگر مغربی ملک کے لوگ کسی قدر دُنیاوی دھندوں کو چھوڑ کر باطنی غور و فکر اور اندرونی خیالات پر خوض کرتے ہیں اور اپنی اندرونی حقیقی زندگی سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے زیادہ وقت دیں اور پھر اپنا دُنیا کا کاروبار کریں اور بیرونی طور پر اپنی اندرونی قوتوں کو ظاہر کریں تو اُن کی حالت بہت بہتر ہوگی کیونکہ ایسا کرنے سے وہ زیادہ قدرتی اور زیادہ باقاعدہ زندگی بسر کرینگے۔ ہر ایک عمدہ اور قابل اطمینان زندگی کا سب سے مقدم اور ضروری جزو یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنا مرکز یا مقام سکون دریافت کرے اور باری تعالےٰ میں جاگزین ہو یعنی فنا فی اللہ ہو اور پھر اس مرکز کو ہمیشہ مدنظر رکھکر دُنیاوی کاروبار میں مشغول ہو، سوچے، گفتگو کرے۔ کام کرے۔ محبت کرے اور زندگی بسر کرے گویا ہر حالت میں اس مرکز کا خیال رکھے ॥

نہایت اعلےٰ درجے کے خصائل بہم پہنچانے میں جس پر ہم غور کر رہے ہیں بعض شخصوں کا یہ خیال ہے کہ ہم لفظ وراثت سے لاچار ہیں یعنی یہ کہ ہمارے خیالات وغیرہ زیادہ تر ہمارے آبا و اجداد کے خیالات سے تعلّق رکھتے ہیں اس لئے ہم اپنے خیالات میں کچھ

اُن سے بڑھکر بہت زیادہ ترقّی نہیں کر سکتے۔ ایک طرح سے وہ لوگ
صحیح ہیں لیکن دوسری طرح سے وہ غلطی پر ہیں۔ اُن کا یہ خیال اسی
بنا پر ہے جیسا کہ ایک شخص نے اپنی کتاب میں یہ بیان کیا ہے
کہ "آدم کے گر جانے سے ہم سب نے گناہ کیا" گویا چونکہ آدم نے
نافرمانی کے باعث گناہ کیا اور اُس پر عتابِ الٰہی نازل ہوا پس
ہم سب بھی گنہگار ٹھیرے اور معرضِ عتاب میں آگئے۔ اب غور کریں
کہ اوّل تو اگر یہ بات صحیح بھی ہے تو اس قسم کا انصاف سمجھ میں نہیں
آسکتا کہ گناہ کوئی شخص کرے اور اُس کی سزا دوسروں کو بھی بھگتنی
پڑے۔ دوم ہماری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ یہ بات کیوں صحیح ہے۔
سوم اس بات میں کوئی صداقت نہیں معلوم ہوتی۔ اب ہم اصلی
ذات کا ذکر کر رہے ہیں اور گو آدم کتنا ہی پُرانا ہو لیکن خداوند تعالےٰ
تو ابدی ہے۔ یہ بات تم سے مجھ سے اور ہر ایک انسانی روح سے
تعلق رکھتی ہے۔ جب ہم اس حقیقت کو بخوبی سمجھتے ہیں تو ہم
معلوم کرتے ہیں کہ وراثت کی قید مثل ایک ترسل کے ہے جو
آسانی سے ٹوٹ جاتا ہے۔ ہر ایک شخص کی زندگی اُس کے اپنے
ہاتھ میں ہوتی ہے اور وہ شخص اپنی زندگی کو چال چلن لیاقت
طاقت تصفیۂ قلب اور اقتدار کے لحاظ سے جیسا چاہے بعینہ
ویسا بنا سکتا ہے۔ تمام چیزیں جن کو وہ بہت شوق سے سوچتا
رہتا ہے اُسی کی ہیں یا اُس کی ہو سکتی ہیں اگر وہ دراصل پُورا پُورا
اعتقاد رکھتا ہے اور اپنی بات پر قائم ہے۔ اور جس قدر وہ اپنی

باطنی یا ذہنی زندگی کے عروج پر پہنچتا ہے اور اپنے چال چلن یا خصائل کو مضبوط اور با اقتدار بنا لیتا ہے اسی قدر وہ شخص اپنے ملنے جُلنے والوں کے لئے ایک عمدہ نمونہ اور چراغ ہدایت بن جاتا ہے۔ چنانچہ اُس کے ذریعے جو لوگ طبیعت کے کمزور اور ڈاواں ڈول ہیں اُن کو جُرأت اور تقویت ہو جاتی ہے۔ اور جو لوگ پست خیالات کے ہیں اور جن کی زندگی کمتر اور ادنےٰ حالت میں بسر ہوتی ہے اُنکے خیالات خود بخود اور لازمی طور سے بلند اور عالی ہو جاتے ہیں اور ان عالی خیالات کا اظہار اُن کی بیرونی زندگی میں نمایاں ہوتا ہے جس قدر وہ شخص خیال کی قوّتوں پر حاوی ہو جاتا ہے اور اُن کی طاقت اور منزلت کو سمجھنے لگتا ہے وہ معلوم کرتا ہے کہ بسا اوقات ذہنی اشارت کے عمل کے ذریعے وہ ایک کمزور اور ضعیف الاعتقاد شخص کی بہت کچھ مدد کر سکتا ہے اس طرح کہ وہ گاہے ماہے اس کمزور شخص کے آگے نہایت اعلےٰ درجے کے خیالات کا اظہار کرتا ہے اور اُس کو متواتر اُن خیالات پر جمائے رکھتا ہے۔ اور اُس کے اندر بار بار نہایت اعلےٰ طاقت دانائی اور محبّت کے خیالات بھرتا رہتا ہے۔ ذہنی اشارت کی طاقت ایسی ہے کہ اس سے بے حد فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ صرف اتنا ہے کہ ہم اس طاقت پر خوب توجّہ دیں اس کو کما حقہٗ سمجھیں اور اس سے ٹھیک ٹھیک کام لیں +

جو شخص خلوت میں بیٹھکر اپنے خیالات قائم کرنے کے لئے کافی وقت دیتا ہے اور لامحدود اور ربّانی زندگی اور طاقتوں سے

متواتر اپنا تعلق پیدا کرنے اور قائم رکھنے کے لئے کافی وقت دیتا ہے یہ شخص مستعد اور دل سوز زندگی بسر کرنے کے لائق ہے - یہی شخص ہے جو باہر جاکر دُنیا میں داخل ہوکر دانائی اور طاقت سے کام لے سکتا ہے اور روزمرّہ کے کاروبار یا معاملات میں جو تنقیح طلب امور پیش آتے ہیں اُن کا بخوبی تصفیہ کرسکتا ہے۔ یہی شخص ہے جو برسوں کے لئے نہیں بلکہ صدیوں کے لئے کسی خاص وقت کے لئے نہیں بلکہ ہمیشہ کے لئے عمارت کھڑی کررہا ہے اور یہ شخص بلا ہادی جہاں جائے جاسکتا ہے - کیونکہ اسے یہ معلوم ہے کہ ابدی زندگی جو میرے اندر ہے میری رہنمائی میں دریغ نہ کریگی بلکہ مجھے آگے کی طرف ایسی جگہ لے جائیگی کہ میں رُو در رُو اپنے حقیقی باپ کا دیدار کرونگا اور خدائی جلوہ مجھپر عیاں ہوگا۔

اُس کی عمارت صدیوں تک قائم رہیگی کیونکہ جو شے نہایت اعلےٰ نہایت راست نہایت عمدہ اور بہترین ہوتی ہے وہی صدیوں تک قائم رہ سکتی ہے - اُس کی عمارت ہمیشہ کے لئے قائم رہیگی کیونکہ جب تبدیلی جس کو ہم موت کہتے ہیں واقع ہوگی تو اس شخص کے پاس یہ چیزیں بکثرت موجود ہونگی یعنی زندگی چال چلن خود ضبطی معرفت الٰہی - اور یہی چیزیں رُوح کے ساتھ رہینگی یا رُوح اِنہی چیزوں کو اپنے ساتھ لے جائیگی جبکہ اَور سب چیزیں یعنی مادّی جسم وغیرہ روح سے چھن جائینگی - زندگی میں یا جبکہ زندگی کی دوسری حالت بدلنے کا وقت آئیگا - اس حالت میں بھی یہ شخص

ہرگز نہیں ڈرتا کیونکہ اُسے معلوم ہے اور وہ اس بات کو بخوبی سمجھے ہوئے ہے کہ میرے پیچھے میرے اندر اور میرے سامنے لامحدود بصیرت اور محبّت موجود ہے۔ اور وہ ہمیشہ کے لئے اسی لامحدود بصیرت اور محبّت میں مرکوز ہے اور وہ اس سے ہرگز ہرگز جُدا نہیں ہو سکتا +

اس حالت میں اُس کی زبان سے یہی نکلتا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ وہ کونسے سرسبز جزیرے میں رہتا ہے اور وہ سدا بہار جزیرہ کس جگہ ہوا میں سر اُٹھائے کھڑا ہے۔ میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ میری ناؤ بہہ کر اُس کی محبت اور عاطفت کے احاطے سے باہر نہیں جا سکتی +

برمھ پرچارک

اس نام کا ایک پندرہ روزہ پرچہ ڈمئی کاغذ پر ۱۶ صفحوں میں چھپ کر لاہور سے نکلتا ہے اس میں پرارتھنا۔ روحانی زندگی کے مختلف پہلوؤں اور بھاؤں کے متعلق اُپدیش و مضامین۔ چیدہ نصائح یا بچن۔ نتیجہ خیز اخلاقی نوٹ۔ چیدہ اور مفید خبریں۔ مہاتماؤں کی سوانح عمری وغیرہ درج ہوتے ہیں ٭

قیمت مع محصولڈاک صرف دو روپیہ سالانہ ہے ٭

درخواست خریداری بنام منیجر برمھ پرچارک لاہور آنی چاہیئے

اگر دھرم کے متعلق زمانۂ حال کی نئی روشنی سے فائدہ اُٹھانا اور اپنی رُوحانی ترقی چاہتے ہو تو مفصلۂ ذیل کُتب مینیجر براہمو دھرم پرچار آفس لاہور سے منگا کر ضرور مطالعہ کرو

اُردو کُتب

مُلک ہند کے زوال کے بواعث اور اُن سے رہائی حاصل کرنے کا	۳/
سودیش پریم	۱/
ایشور اُپاسنا یعنی عبادت الٰہی کا طریق	۱/
پرکال تت یعنی مرنے کے بعد کا حال	۱/
براہمو دھرم پریم کا دھرم ہے	۱/
رُوح کی ابدیت	۱۰/
گلدستہ مضامین	۴/
سنگیت مالا	۶/
براہمو دھرم کے بیاکھیان ... جلد اول و دوم مشترکہ مجلد سنہری	۱۲/
دھیان یاری	۱۰/
روحانی عروج	۸/
فرائض انسانات ہر سہ حصہ مکمل	۱۲/
[illegible]	[illegible]

سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے مصنفہ لالہ ٹھاکر رام نند	۲/
” مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے بی اے	۴/
سوانح عمری مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے	۴/
سوانح عمری مہاتما کیشب چندر سین مصنفہ لالہ رگھوناتھ سہائے	۶/
بدھ دیو جی کی سوانح عمری حصہ اول	۴/
” ” حصہ دوم	۸/
” ” حصہ سوم	۴/
سنگیت مالا ... مجلد ...	۸/
” مجلد سنہری	۱۰/
بشواسی بنے	۴/
دھرم مارگ	۴/
مطالعۂ فطرت	۵/
اخلاقی سبق ہر سہ حصہ (خصوصاً بچوں کے لئے)	۱۲/
[illegible] دیوں کی [illegible]	[illegible]

ثمرۂ دیانت ۶/
گرہ دھرم ۵/
مادیت و دہریت کی تردید ۴/
براہم دھرم سکھشا ۶/
شرابی کی سچی سرگذشت ۳/
پرارتھنا پستک ۲/
کاشف الالہام ۱۰/
وقت اور اصلاح .... ۹ پائی
مشرقی و مغربی دھرم بھاؤ ۱/
ملک ہند کے لئے عظیم مسئلہ ۱/
دھرم کا روپ و سروپ ۱/
ایشور ایک غیر فہیم مادی طاقت ہے، یا فہیم زندہ پُرش ۱/
جگ پربرتک رام موہن رائے ۳ پائی
براہم دھرم کے نیم و براہمو زندگی کا معراج ۱/
ایشور کی مرضی ۱/
ایشور پریم و پاکیزگی ۱/
روحانی گلدستہ حصہ اول ۱/
؍؍ ؍؍ حصہ دوم /۰
سادھک منڈلی ... /۰
سچی عبادت .... /۰
تناسخ کی اصلیت ..... /۰

مختصر سوانح عمری مہاتما راجہ رام موہن رائے —/
؍؍ ؍؍ مہرشی دیویندر ناتھ ٹھاکر /۰
؍؍ ؍؍ شریمتی سدامنی رائے —/
زندگی کا کیا مقصد ہے؟ —/
اُتسب کا دن .... —/
براہمو سماج کے اصول اور انکی تشریح —/
شراب نوشی اور اسکی خوفناک برائیاں —/
شراب بیلا .... /۰
تھیوڈور پارکر کی چٹھی ..... —/

ہندی کتب

سُکھی پریوار ۱/
مہرشی دیویندر ناتھ ٹیگور جی کا مختصر جیون چرتر ...... /۰
وشواسی بنے ۲/
براہم دھرم کے بیاکھیان عہ/
براہم دھرم گرنتھ حصہ اول و دوم عہ/
براہم سنگیت ۳/
لچھمن بنے ۱/
براہم دھرم (انتخاب) ۴/
دھرم و شیشک پرشن اُتر ۱/
تت بودھ مصنفہ بابو نوین چندر رائے ۸/
استری سکھشا —/